المنہل ریسرچ جرنل

AL-MANHAL Research Journal

Publisher: Centre of Arabic & Religious Studies, Sialkot
E-ISSN 2710-5032 P-ISSN 2710-5024
Vol.02, Issue 02 (July-December) 2022
HEC Category "Y"
https://almanhal.org.pk/ojs3303/index.php/journal/index

Title Detail

Urdu/Arabic: مسجد اقصیٰ کی دینی و تعلیمی سرگرمیاں، ایک تحقیقی جائزہ

English: **Religious and Educational activities of Masjid al Aqsa, An Exploratory review**

Author Detail

1. Sundus
M.Phil Scholar, Department of Islamic Studies
Govt. College Women University Faisalabad
Email: sundusy313@gmail.com

2. Dr. Imrana Shahzadi
Assistant Professor, Department of Islamic Studies
Govt. College Women University Faisalabad
Email: drimrana@gcwuf.edu.pk

Citation:

Sundus, and Dr. Imrana Shahzadi. 2022. " مسجد اقصیٰ کی دینی وتعلیمی سرگرمیاں، ایک تحقیقی جائزہ: Religious and Educational Activities of Masjid Al Aqsa, An Exploratory Review". Al Manhal Research Journal 2 (2). https://almanhal.org.pk/ojs3303/index.php/journal/article/view/23.

Copyright Notice:
This work is licensed under a Creative Commons Attribution 3.0 License.

مسجد اقصیٰ کی دینی و تعلیمی سرگرمیاں، ایک تحقیقی جائزہ

Religious and Educational activities of Masjid al Aqsa, An Exploratory review

Sundus
M.Phil Scholar, Department of Islamic Studies
Govt. College Women University Faisalabad
Email: sundusy313@gmail.com
Dr. Imrana Shahzadi
Assistant Professor, Department of Islamic Studies
Govt. College Women University Faisalabad
Email: drimrana@gcwuf.edu.pk

ABSTRACT
Al-Aqsa Mosque is the first Qibla and the most sacred place of the Muslims. It is located in the city of Jerusalem in Palestine, which is the land of Prophets. In the Al-Aqsa Mosque, Nabi Karim (peace be upon him) conducted imamat of the Prophets and from here Nabi (peace be upon him) went for ascension. In Al-Aqsa Mosque, there was a series of education and teaching like education in Masjid e Nabvi. There is a long list of scholars and teachers in Al-Aqsa Mosque, who were all scholars of high standing. And all this is possible only when the education system is excellent. The education system in Al-Aqsa Mosque was very good. Education in the Al-Aqsa Mosque resumed after the conquest of the Al-Aqsa Mosque by the ruler Salah al-Din Ayyubi during the Crusader occupation and continued to flourish throughout the era. Madrasahs and schools are still established in Al-Aqsa Mosque. It is an important religious and national duty of Muslims to present the important factors related to Al-Aqsa Mosque, especially education in book form so that it can be applied in their educational institution.
Keywords: Al-Aqsa,Education, Madaris, Services

فلسطین و مسجدِ اقصیٰ کی تاریخی حیثیت

کوئی بھی شخص یا مؤرخ یقین سے نہیں بتا سکتا کہ فلسطین میں آباد ہونے اور بسنے والا پہلا کون شخص تھا اور کب سکونت اختیار کی مگر کچھ اشاروں اور آثار سے معلوم ہوتا ہے کہ آٹھویں صدی قبل مسیح میں کچھ آثار اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ یہاں ایک علاقہ آباد ہوا جس کو موجودہ دور میں "اریحا شہر" کے نام سے جانا جاتا ہے۔ اسی بناء پر مؤرخین اسے سب سے پرانا شہر قرار دیتے ہیں۔

آٹھویں صدی قبل مسیح میں کچھ آثار اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ یہاں ایک علاقہ آباد ہوا جس کو موجودہ دور میں "اریحا شہر" کے نام سے جانا جاتا ہے۔ اسی بناء پر مؤرخین اسے سب سے پرانا شہر قرار دیتے ہیں۔

"لغة عبرانية ، وهى مدينة الجبارين فى الغور من الارض الاردن بالشام : سميت فيما قيل باريحا بن مالک بن ارفخشدبن سام بن نوح (عليه السلام)"(1)

(یہ عبرانی لغت ہے: اور یہ شام کی سرزمین پر اردن کی گھاٹی میں جبارین کا شہر ہے۔۔۔ اس کے نام کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اریحا بن مالک بن ارفخشد بن سام بن نوحؑ کے نام پر رکھا گیا)

فلسطین میں آنے والے سب سے پہلے لوگ کنعانی تھے اور ایک دوسری قوم جنہیں اموری کہا جاتا ہے۔ وہ لوگ تھے جو کہ جزیرہ عرب سے ہجرت کر کے آئے اور فلسطین میں آباد ہوئے۔ جزیرۃ العرب سے آنے والے قبائل سے اسلام قبول کیا اور جب یہاں اسلام آیا تو ان لوگوں کی زبان بھی عربی ہو گئی۔

فلسطین میں آنے والے انبیاء میں سب سے پہلے نبی "حضرت ابراہیمؑ خلیل اللہ" ہیں۔

"وروى ابن عساكر من طريق هشام بن عمار.... عن ابن عباس قال : ولد ابراهيم بغوطة دمشق في قرية لها برزة في جبل يقال له: قاسيون" (2)

(ابن عساکر نے ہشام بن عمار کے طریق روایت کی ہے... ابن عباس (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیمؑ غوطہ دمشق میں قاسیون کے پہاڑی علاقے میں برزہ بستی میں پیدا ہوئے۔)

دنیا میں سب سے پہلے بیت اللہ کی تعمیر کی گئی پھر اس کے بعد بیت المقدس (مسجدِ اقصیٰ) کی جیسا کہ بہت ساری روایات اس بات کی مصدّق ہیں۔

"قَالَ سمِعْتُ ابَا ذرٍ(رضی الله عنه) قالَ: قُلْتُ يا رسولَ اللهِ،ایُّ مسْجِدٍ وُضِعَ في الْأَرضِ اوَّلَ؟ قالَ : الْمَسْجِدُ الحَرامِ ، قالَ: قُلْتُ ثُمَّ ایُّ، قالَ: المسجدُ الْاَقْصٰی، قلتُ كَمْ كانَ بَينَهُمَا، قالَ: اَرْبَعُونَ سنةً ثُمَّ اينَمَا ادْرَكْتَكَ الصلاةَ بعْدُ فصلّهِ فانَّ الفَضْلَ فِيهِ" (3)

(ابوذر (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ میں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! کون سی مسجد سب سے پہلی زمین پر بنائی گئی؟ تو فرمایا کہ "مسجد حرام" فرماتے ہیں کہ میں نے پھر کہا کہ اس کے بعد کونسی؟ تو فرمایا کہ "مسجد اقصیٰ" میں نے کہا کہ ان دونوں کے درمیان کتنا فاصلہ رہا؟ فرمایا کہ چالیس سال کا پھر تمہیں جہاں بھی نماز کا وقت ہو جائے تو نماز ادا کر لو اس لیے کہ اس میں فضیلت ہے۔)

اس سے معلوم ہوا کہ سب سے پہلے تعمیر ہونے والا گھر بیت اللہ ہے جس کی تعمیر نو حضرت ابراہیمؑ و اسماعیلؑ نے کی تھی اور اس بیت اللہ کے 40 سال بعد بیت المقدس کی بنیاد رکھی گئی تو یہ کہا جا سکتا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے

ہی فلسطین میں اس کی بنیاد رکھی لیکن تاریخ کے شواہد پتہ چلتا ہے کہ یہاں اس کا کوئی نام و نشان باقی نہیں رہا تھا تو حضرت داؤدؑ چاہتے تھے کہ اس جگہ ایک عبادت گاہ بنائیں اور انہوں نے اس کا عزم بھی کر لیا لیکن یہ سعادت ان کے بیٹے حضرت اسمٰعیلؑ کے حصہ میں آنی تھی اس لیے اس ارادہ کو عملی جامہ پہنانے سے پہلے ہی حضرت داؤدؑ جہانِ فانی سے کوچ کر گئے۔

حضرت سلیمانؑ کے بارے میں آتا ہے:

"انہوں نے تخت نشینی سے تقریباً اڑھائی سال بعد یروشلم کی ایک پہاڑی موریا پر اس مقدس عمارت کی بنیاد رکھی تورات کے بیان کے مطابق ساڑھے سات سال میں یہ مکمل ہوئی۔ یہی مقام ہے جس کو یہودی ہیکل کہتے رہے، جب یہ مسلمانوں کے قبضے میں آیا تو اس کا نام بیت المقدس قرار پایا یعنی پاک گھر جو صرف خدا کی عبادت کے لیے بنایا گیا تھا"(4)

اللہ تعالیٰ نے 571ء میں نبی کریم ﷺ کو مبعوث فرمایا کیونکہ اس سے پہلے کا دور جاہلیت کا تھا۔ عیسائی بھی تثلیث کے قائل ہو چکے تھے اور عربوں میں بت پرستی عام تھی۔ اور یہودی حضرت عزیرؑ کو خدا کا بیٹا قرار دیے ہوئے تھے۔ نبی کریم ﷺ کی بعثت کا مقصد ان تمام برائیوں کو مٹانا اور کائنات میں اللہ رب العزت کی وحدانیت کا اقرار کروانا تھا۔ لیکن جب نبی ﷺ نے اپنی دعوت کا آغاز کیا تو سب لوگ آپ کے مخالف ہو گئے اور طرح طرح سے حضور ﷺ کو اذیتیں دینا شروع کر دیں۔ پھر نبی کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کی سیر اور اپنے سے ملاقات کیلئے بلا لیا جس کو اصطلاح میں "سفر معراج" کہا جاتا ہے۔

قرآن کی روشنی میں ارضِ مقدسہ کے فضائل

1- نبی کریم ﷺ کے سفر معراج کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

"سُبْحَانَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَی الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ"(5)

(پاک ہے وہ جو لے گیا ایک رات اپنے بندے کو مسجد حرام سے دور کی اُس مسجد تک جس کے ماحول کو اس نے برکت دی ہے، تاکہ اسے اپنی کچھ نشانیوں کا مشاہدہ کرائے حقیقت میں وہی ہے سب کچھ سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔)

اسی سفر میں پہلے نبی کریم ﷺ کو بیت المقدس تک بھی لایا گیا جہاں تمام انبیاء کرام نے نبی ﷺ کی اقتداء میں نماز ادا کی۔

2- موسیٰؑ کا اپنی قوم سے خطاب نقل کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

"یٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِیْ کَتَبَ اللّٰہُ لَکُمْ وَ لَا تَرْتَدُّوْا عَلٰٓی اَدْبَارِکُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِیْنَ"(6)

(اے میری قوم والو! اس مقدس زمین میں داخل ہو جاؤ جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے نام لکھ دی ہے اور اپنی پشت کے بل روگردانی نہ کرو کہ پھر نقصان میں جا پڑو)

امام ضحاکؒ فرماتے ہیں کہ 'ارض مقدسہ' سے مراد ایلیا اور بیت المقدس ہے۔(7)

3- حضرت موسیٰ کا قصہ ذکر کرتے ہوئے سورۃ القصص میں فرمایا:

"فَلَمَّآ اَتٰىهَا نُوْدِيَ مِنْ شَاطِئِ الْوَادِ الْاَيْمَنِ فِي الْبُقْعَةِ الْمُبٰرَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ اَنْ يّٰمُوْسٰٓى اِنِّيْٓ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ"(8)

(پس جب وہاں پہنچے تو اس بابرکت زمین کے میدان کے دائیں کنارے کے درخت میں سے آواز دیئے گئے کہ اے موسیٰ! یقیناً میں ہی اللہ ہوں سارے جہانوں کا پروردگار ہے۔)

امام بغویؒ فرماتے ہیں:

"جعلها مباركة لان الله كلّم موسىٰ هناك وبعثه نبيا ، وقال عطاء: يريد المقدسه" (9)

(اسے مبارک قرار دیا ہے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے یہاں موسیٰؑ سے کلام کیا اور انہیں نبی بنایا۔ اور عطاءؒ فرماتے ہیں کہ اس مبارکہ سے مراد مقدسہ ہے۔)

احادیث کی روشنی میں فضائل

ارضِ فلسطین (شام) چونکہ ہمیشہ سے مقدس و مبارک سرزمین رہی ہے۔ انبیاء سابقہ کا کسی نہ کسی طرح تعلق بھی سرزمین شام کے ساتھ رہا ہے یہی وجہ ہے کہ نبی کریم ﷺ اگرچہ پیدا مکہ میں ہوئے اور تقریباً تمام زندگی مکہ و مدینہ میں رہے مگر ارضِ فلسطین اور مبارک سرزمین کے ساتھ دلی وابستگی اور انس نبی کریم ﷺ کے ارشادات سے واضح ہوتا ہے۔ چنانچہ بہت ساری احادیث میں خاتم النبیین ﷺ نے شام کا تذکرہ فرمایا ہے۔

1- امام ترمذیؒ جامع الکبیر میں ایک روایت میں فرماتے ہیں:

"عَنْ زَيدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ : كُنَّا عِنْدَ رَسُولُ اللهِ ﷺ نُولِّفُ الْقُرْآن مِنَ الرِقَاعِ ، فقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ طُوبىٰ لِلشَّامِ، فَقُلْنَا : لِاىِّ ذٰلِكَ يَا رسُولُ الله ؟ قَالَ لِانَّ مَلَائِكَةُ الرَّحمٰنِ بَاسِطَةُ اجْنِحَتِهَا عَلَيْهَا "(10)

(زید بن ثابت (رضی اللہ عنہ) روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس کاغذ کے ٹکڑوں پر قرآن کو لکھ رہے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دو شخبری ہے شام کیلئے، تو ہم نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ کس لیے؟ تو فرمایا کہ اس لیے کیونکہ رحمٰن کے فرشتے اس پر اپنے پر بچھائے ہوئے ہیں)

2- حاکمؒ نے اپنی مستدرک میں ایک روایت بیان کی ہے:

"اَنَّ النَبِیَّ ﷺقَالَ: الشَّامُ صَفْوَۃُ اللهِ مِن بِلَادِہٖ یَسُوقُ اِلَیھَا صَفْوَۃُ عِبَادِہٖ مَنْ خَرَجَ مِنَ الشَّامِ اِلٰی غَیرِھَا فَبِسَخَطِہٖ وَمَنْ دَخَلَ مِنْ غَیرِھَا فَبِرَحْمَتِہٖ"(11)

(کہ نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ شام اللہ کی منتخب کردہ زمین ہے اس کے ملکوں میں سے، وہ اپنے چنے ہوئے بندوں کو اس کی طرف لے کر جاتا ہے۔ تو جو شخص شام سے کسی اور جگہ کیلئے نکلا تو وہ اس کی ناراضگی میں ہے اور جو کسی اور جگہ سے شام میں آیا تو وہ اللہ کی رحمت میں ہے۔)

3-بخاری شریف کی روایت ہے:

"عَن اَبِی ھُرَیرَۃ عَنِ النَبِیِّﷺ قَالَ:لَاتُشَدُّ الرِحَالُ اِلَّا اِلٰی ثَلٰثَۃِ مَسَاجِدِ:الْمَسْجِدُ الحَرَامُ، وَمَسْجِدُ الرَّسُولِﷺ وَمَسْجِدُ الاَقْصٰی"(12)

(حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: کجاوے نہ باندھے جائیں (یعنی سفر نہ کیا جائے) مگر تین مسجدوں کی طرف، ایک مسجد حرام، دوسرے مدینہ کی مسجد نبوی، تیسری مسجد اقصیٰ یعنی بیت المقدس۔)

4-سنن ابن ماجہ کی روایت ہے:

"عَنْ مَيْمُونَةَ مَوْلَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَفْتِنَا فِي بَيْتِ الْمَقْدِسِ، قَالَ: أَرْضُ الْمَحْشَرِ وَالْمَنْشَرِ، ائْتُوهُ فَصَلُّوا فِيهِ، فَإِنَّ صَلَاةً فِيهِ كَأَلْفِ صَلَاةٍ فِي غَيْرِهِ"(13)

(حضرت میمونہ (رضی اللہ عنہا) فرماتی ہیں میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! ہم کو بیت المقدس کا مسئلہ بتائیے، آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: وہ تو حشر و نشر کی زمین ہے، وہاں جاؤ اور نماز پڑھو، اس لیے کہ اس میں ایک نماز دوسری مسجدوں کی ہزار نماز کی طرح ہے)

مسجدِ اقصیٰ ایک تعلیمی مرکز

مسجد اقصیٰ تمام ادوار میں ہی ایک اہم مرکز رہی ہے حتیٰ کہ تمام عالم اسلام کے علمی مراکز میں سے سب سے بڑا علمی مرکز ہے۔ یہ فلسطین کا پہلا اسلامی مرکز ہے۔ حضرت (عمر رضی اللہ عنہ) کے القدس کو فتح کرنے کے بعد ان کے ساتھ اور ان کے علاوہ بھی صحابہ کرام (عمر رضی اللہ عنہ) کی ایک بڑی جماعت نے حصولِ علم اور نشر و اشاعتِ دین کیلئے یہاں کا رخ کیا۔ خصوصاً پانچویں صدی ہجری میں مسجد اقصیٰ کو علم حدیث اور فقہ کی وجہ سے اہمیت حاصل رہی ہے۔ ان کے ساتھ ساتھ عربی لغت میں نحو، صرف اور ادب بھی قابل بیان ہیں اس وقت مدرسین اپنے اس عمل پر بالکل بھی اجرت لینا جائز نہیں سمجھتے تھے بلکہ صرف اللہ کی رضا کی خاطر اور ثواب کی نیت سے تعلیم و تعلّم کا سلسلہ جاری رکھے ہوئے

تھے۔ مسجدِ اقصیٰ میں تعلیم اور تدریس کا سلسلہ ہمیشہ جاری رہا سوائے صلیبی قبضہ کے دورانیہ کے جو کہ 492ھ سے 583ھ تک کا دور ہے۔

صلاح الدین ایوبیؒ بیت المقدس کو فتح کرنے کے بعد اس کی علمی حیات کو دوبارہ سر گرم کرنے میں کامیاب ہوئے۔ انہوں نے مسجد کیلئے ایک امام کو مقرر فرمایا اور اس کی دیکھ بھال کیلئے ایک شخص کا انتظام کیا۔ اس طرح یہ مسجد دوبارہ سے القدس کے آسمان میں چمکنے لگی۔ اور پھر علماء کی جماعت اس میں نماز ادا کرنے اور دینی علوم کی تدریس کیلئے دوبارہ سے حاضر ہونے لگی۔ صلاح الدین ایوبیؒ خود بھی ان علماء سے ملتے ان سے حُسن سلوک سے پیش آتے اور ان کی مجالس میں شرکت فرماتے۔

چھٹی صدی ہجری کے اواخر میں مدارس کا قیام عمل میں آنے لگا اور مسجد اقصیٰ میں علم کے حلقے مسلسل لگنے لگے یہاں تک کہ یہ حلقے مغربی اور مالیاتی حصے تک بھی پہنچ لئے جبکہ کچھ حلقے اقصیٰ کی دیواروں کے اندر تھے۔

نویں صدی ہجری میں مسجد اقصیٰ اپنے اساتذہ، طلب فوقہا اور علمی دوڑ کی وجہ سے ایک بڑی تعلیم گاہ بن گئی اور سینکڑوں مدرسین کو ان کے اسباق کیلئے جگہ دی گئی۔ مدرسین اور دیگر عملے کی باقاعدہ تنخواہیں مقرر کی گئیں جو کہ مسجد کے اوقاف سے دی جاتی تھیں۔ عثمانی عہد میں علمی تحریک کچھ کمزور پڑی تو لوگوں نے جامع الازہر کی طرف جانا شروع کر دیا لیکن پھر بھی مسجدِ اقصیٰ میں تعلیم و تدریس کا سلسلہ ٹوٹنے نہ پایا۔

بیسویں صدی عیسوی میں اور برطانوی انتداب کے دوران پرانے مدارس کو بحال کرنے کی کوشش کی گئی۔ مگر انتدابی حکومت نے اس منصوبے پر عمل نہ ہونے دیا۔ آئندہ بھی یہی امید کی جاتی ہے کہ ایک دن ضرور آئے گا جب قدیم مدرسوں کو بحال کیا جائیگا اور تعلیم کا سلسلہ دوبارہ جوڑا جائیگا جس کی بنیاد ہمارے اسلاف نے ڈالی تھی۔

مسجدِ اقصیٰ کے مدارس

القدس کی تاریخ میں محققین کو ایوبی دور سے پہلے کے مدارس نہیں ملے سوائے ایک مدرسہ کے جس کی بنیاد فاطمیوں نے ڈالی تھی، خاص طور پر اس لیے کہ علمی مجالس مساجد اور علماء کے گھروں میں ہی منعقد ہوتی تھیں۔ مگر باقاعدہ مدارس صلاح الدین ایوبیؒ کے مسجد اقصیٰ کو آزاد کرا لینے کے بعد سن 583 ہجری میں شروع ہوئے۔ اس لحاظ سے مسجد اقصیٰ کی یہ آزادی بڑے سیاسی اور علمی انقلاب لے کر آئی۔

ایک ترک سیاح نے 1670ء میں القدس کا دورہ کا کیا تو اس نے کہا کہ القدس میں 240 محراب، حدیث کیلئے 7 منزلیں اور قرآن کیلئے دس منزلیں ہیں۔ بنین کیلئے 40 مدرسے اور صوفیاء کیلئے 70 تکیہ گاہیں ہیں۔

"ولمّا زار السائح التركى (اوليا جبلى بن درويش) سنة1670م القدس قال: وفى القدس مئتان واربعون محرابا(مصلى) وسبع دور للحديث وعشر دورللقرآن واربعون مدرسة للبنين وتكايالسبعين طريقة صوفية "(14)

ان میں سے چند مشہور مدارس کی متفرق تفصیلات مندرجہ ذیل ہیں:

1-مدرسہ الصلاحیۃ

یہ باب الاسباط کے پاس مشرقی دیوار سے چند میٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ ایک زمانے میں اس جگہ ایک رومی کنسیہ تھا جو کہ مریم(علیھا السلام) کی والدہ حنّہ اور ان کے شوہر یوایکم کا گھر تھا۔ جب صلاح الدین ایوبیؒ نے القدس کو فتح کیا توانہوں نے علماء سے مشورہ کیا کہ یہاں فقہاء شافعیہ کا ایک مدرسہ اور صوفی صالحین کیلئے ایک رباط بنایا جائے۔ اور ان کے مشورے پر سلطان صلاح الدین نے مدرسہ بنادیا۔

" بسم الله الرحمٰن الرحيم وما بكم من نعمة الله فمن الله۔هذه المدرسة المباركه وقفها مولانا الملك الناصر صلاح الدنيا والدين۔۔۔على الفقهاء مناصحاب الامام ابى عبدالله محمد بن ادريس الشافعى (رضى الله عنه) سنة ثمان وثمانين وخمس مئة "(15)

(شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔ اور جو بھی نعمتیں ہیں وہ اللہ رب العزت کی طرف سے ہیں۔ یہ مبارک مدرسہ جس کو مولانا سلطان الناصر دنیا و دین کی اصلاح چاہنے انہوں نے اسے امام ابو عبد اللہ محمد بن ادریس الشافعی کے فقہاء کیلئے وقف کیا سن 588 ہجری میں۔)

مدرسہ افضلیۃ

یہ حارۃ المغاربہ کے ساتھ ہے۔ یہ قدیم دور میں "جہ" کے نام سے جانا جاتا تھا۔ اس ملک افضل "نور الدین ابو الحسن علی بن الملک صلاح الدین" نے القدس میں فقہاء مالکیہ کے لیے وقف کیا۔

مدرسۃ المیمونیۃ

یہ باب الساہرہ کے نزدیک دیوار سے 200 میٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔

" كانت فى بادى الامرزاوية، ثم اتخذت بعد ذلک مدرسة للشافية "(16)

(ابتداء میں یہ ایک زاویہ تھا پھر بعد میں اس کو شافعی مدرسہ بنادیا گیا۔)

مدرسۃ النحویۃ

اس مدرسہ کو بادشاہ "عیسیٰ بن عادل" نے قائم کیا 604 ہجری میں۔ یہ قبلہ کی مغربی جانب صحن صخرہ کی طرف واقع ہے ملک عیسیٰ اس میں امام سیبویہ کی کتاب پڑھایا کرتے تھے۔

" النحویه علی طرف صحن الصخرة من القبلة الی الغرب بانیها الملك المعظم عیسی سنة اربع وستمائة کان یدرس فیها الکتاب لسیبویه"(17)

مدرسۃ الناصریۃ

یہ باب الرحمۃ کے بُرج پر واقع تھا۔ اس کو ابتداءً اسی نام سے پکارا جاتا تھا۔ اس کے بانی " شیخ نصر المقدسی " کی طرف نسبت کرتے ہوئے۔ اور اس کی "نصریۃ" تھی معروف ہونے کی وجہ سے "ناصریہ" کہا جانے لگا

مدرسۃ البدریۃ

یہ لؤلؤیۃ کے قریب ہے۔ اس کو شیخ بدر الدین محمد بن ابی القاسم الھکاری نے شافعیہ کے لیے وقف کیا۔
"بنی بالقدس مدرسة للشافعية وقف علیها الاؤقاف"(18)

مدرسۃ المعظمیۃ

اس کو "حنفیہ " بھی کہا جاتا ہے۔ اس کو بھی ملک معظم عیسیٰ بن عادل نے وقف کیا۔ یہ باب شرف الانبیاء کے سامنے ہے (جو ہے. کہ دوادار یہ کے نام سے بھی معروف ہے) اس کو جمادی الاولیٰ کی 27 تاریخ کو 606ھ میں وقف کیا گیا۔

" تاریخ وقفها فی السابع والعشرین من جمادی الاولی سنة606ھ "(19)

مدرسۃ الاباصیریۃ

یہ مدرسہ "علاؤالدین الاصیری" کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ یہ "باب الناظر " کے ساتھ ہے۔ اس کو امیر نے سن 1261ء میں وقف کیا۔ یہ رباط منصوری کے سامنے ہے۔

مدرسۃ الدوادار یۃ

اس کو بعض نے "دویدار یہ " بھی پڑھا ہے۔ یہ حرم کی شمالی جانب واقع ہے۔ یہ سن 696ھ میں وقف کیا گیا۔
"وتاریخ وقفها فی سابع شهرربیع الاوّل فی سنة 696ھ "(20)

مدرسۃ الاسلامیۃ

یہ باب " شرف الانبیاء" پر مدرس معظمیہ کے ساتھ ہے۔ شمال کی جانب اس کے ساتھ ہی " مدرسہ روادار یہ " ہے۔ اس کو "خواجہ مجد الدین ابوالفداء اسماعیل اسلامی "نے وقف کیا۔

مدرسۃ الوجیھیۃ

یہ باب الغوانمہ کے پاس ہے۔ اس کو " شیخ وجیہ الدین محمد بن عثمان بن النجا الحنبلی "نے وقف کیا۔

مدرسۃ الجالقیۃ

یہ وادی کے راستے پر شمال مغربی کونے میں مدرسہ طازیہ کے ساتھ ہے۔اس کی بنیاد "رکن الدین بیبرس الجابق الصالحی" نے 10 جمادی الاوّلی 707ھ میں رکھی۔

"انشاھا رکن الدین بیبرس الجالق الصالحی بتاریخ 10 جمادی الاولی سنة 707ھ "(21)

مدرسۃ الموصلیۃ

یہ مسجد اقصیٰ کے ساتھ باب شرف الانبیاء پر بنا ہوا ہے۔اس کی نسبت "خواجہ فخر الدین الموصلی" کی طرف کی جاتی ہے۔

مدرسۃ الجادلیۃ

یہ حرم کی مغربی جانب واقع ہے۔اس کو امیر "علم الدین سنجر الجادلی" نے قائم کیا اور اس کا یہ نام رکھا۔

مدرسۃ الکریمیۃ

یہ باب حطہ پر قائم کیا گیا۔اس کو "کریم الدین عبد الکریم بن المعلم" نے وقف کیا اس کو وقف کرنے کے لیے تحریر ذی الحجہ کی آٹھویں رات کو سن 718ھ میں تحریر کیا گیا۔

"تاریخ کتاب وقفه فی لیلة الثامن من شهر ذی الحجة سنة718 ھ "(22)

مدرسۃ التنکزیۃ

اس کو "خطا التنکزیہ" بھی کہا جاتا ہے۔اس کو امیر "تنکز الناصری" نے سن 729ھ میں وقف کیا۔

مدرسۃ الامینیۃ

یہ مغربی جانب "باب شرف الانبیاء" کے قریب واقع ہے۔اس کو "امین الدین عبد اللہ" نے سن 730ھ میں قائم فرمایا۔

مدرسۃ الملکیۃ

اس کو "الحاج آل ملک ابو بکر الجوکندار" نے تعمیر کیا۔اس کی یہ تعمیر "ناصر محمد بن قلاوون" کے عہد کے دوران سن 741ھ میں ہوئی۔

مدرسۃ الفارسیۃ

یہ حرم کے شمال میں واقع مدارس میں سے ایک ہے۔اس کو وقف کرنے والے امیر "فارس البکی بن الامیر قطلو ملک" ہیں۔

مدرسۃ التشتمریۃ

یہ "مدرسہ الحسنیہ" کے قریب ہے۔ اس کو وقف کرنے والے "امیر تشتمر السیفی" ہیں جو کہ "ناصر قلاوون" بادشاہ کے امراء میں سے تھے۔ اس کے وقف کی تاریخ ۱۴ ذی القعدۃ سن 759ھ ہے۔

مدرسۃ الحکمیۃ

اس مدرسہ کے بارے میں صرف اتنی معلومات مل سکی ہیں کہ "قاضی حسام الدین الحنفی" نے صفر 971ھ میں "شیخ زین الدین محمد بن الدیری الحنفی کو یہاں قاری مقرر کیا۔(23)

مدرسۃ الاسعردیۃ

یہ سن 760 ھ کے گردو پیش میں بنوایا گیا۔ اس کو خواجہ "مجد الدین الغنی الاسعردی" نے وقف کیا اس کے وقف کی تاریخ 20 ربیع الاول سن 770ھ بتائی جاتی ہے۔

مدرسۃ المنجکیۃ

یہ سن 760 ھ کے گردو پیش میں بنوایا گیا۔ اس کو خواجہ "مجد الدین الغنی الاسعردی" نے وقف کیا اس کے وقف کی تاریخ 20 ربیع الاول سن 770ھ بتائی جاتی ہے۔

مدرسۃ المحدثیۃ

یہ مدرسہ باب الغوانمہ کے قریب ہے۔ اس کو "علامہ عزالدین ابو محمد عبد العزیز العجمی" نے وقف کیا۔ بعد میں اس کو کالج بنادیا گیا۔ اس کو 4 محرم سن 762ھ میں وقف کیا گیا۔(24)

مدرسۃ الحسنیۃ

یہ باب الاسباط پر موجود ہے۔ اور یہ یہاں پر آخری مدرسہ ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس کو "شاہین الحسنی الطواشی" نے وقف کیا۔

مدرسۃ الطازجیۃ

اس کی نسبت "امیر طاز" کی طرف ہے جو کہ سلطان محمد کے ممالیک میں سے تھے۔ انہوں نے اس مدرسہ کو اپنی وفات کے سال سن 763ھ میں وقف کیا۔

مدرسۃ البارودیۃ

یہ مدرسہ تشتمریہ کے قریب باب الناظر پر ہے۔ اس کو ایک خاتون "بنت شرف الدین ابی بکر بن محمود" (المعروف بالبارودی) نے وقف کیا۔ اور اس وقت رجب 768ھ کی پہلی تاریخ تھی۔

مدرسۃ الحنبلیۃ

یہ باب الحدید پر واقع ہے۔ اس کو شام کے نائب "بیدمر" نے وقف کیا۔ اس کی تعمیر جمادی الثانی کے آخری دس ایام میں کی گئی۔(25)

مدرسۃ اللؤلؤیۃ

یہ حمام علاء الدین البصیر کے ساتھ ہے۔ اس کو "امیر لولو غازی عتیق" نے وقف کیا۔(26)

مدرسۃ الخاتونیۃ

یہ مدرسہ حرم کی مغربی جانب باب الحدید پر اور باب القطانین کی شمالی طرف پر واقع ہے۔ اس کو اغل خاتون جو کہ شمس الدین محمد بن سیف الدین القازانیۃ کی بیٹی تھیں انہوں نے وقف کیا۔ اور یہ ربیع الثانی 755ھ کی 5 تاریخ تھی۔

مدرسۃ البلدیۃ

اس کو امیر منکلی نے ہی وقف کیا تھا۔ اس جگہ پر بعض مؤرخین کے مطابق سادات شافعیہ کے مفتی شیخ محمد الخلیلی کی بھی قبر ہے جو 1149ھ میں فوت ہوئے۔

مدرسۃ الطشتمریۃ

یہ مدرسہ باب السلسلہ کے راستے میں ہے۔۔ اس کے اگلے حصے پر سنگِ مرمر رکھا ہوا ہے اور اس پر درج ذیل عبارت لکھی ہوئی ہے:

"امر بانشاء هذا المكان المبارك المقر الاشرف السيفى طشتمر العلائى بتاريخ سنة اربع وثمانين وسبعمائة "(27)

(اس بابرکت مقام کے قیام کا حکم معزز و محترم السیفی طشتمر العلائی نے سن 784ھ میں دیا)

مدرسۃ الجهارکسیۃ

یہ شمال کی جانب زاویہ یونسیہ کے ساتھ واقع ہے۔۔ جہارکسیہ نام اس کو وقف کرنے والے امیر "جهارکس الخلیلی" کے نام سے نسبت کی وجہ سے رکھا گیا۔

مدرسۃ الطولونیۃ

یہ مدرسے کے اندرونی حصے میں ہے۔ اس کی بنیاد "شھاب الدین احمد بن ناصری محمد الطولونی" نے ڈالی۔

مدرسۃ الصبیبیۃ

مجیر الدین حنبلیؒ نے اس کو "مدرسہ صبیبیہ" کہا جس کو "امیر علاء الدین" نے وقف کیا جو کہ قلعہ صبیبیہ کے نائب تھے۔

"واقفها الامير علاء الدين على بن ناصر الدين محمد، نائب قلعة الصبيبية"(28)

مدرسۃ الباسطیۃ

یہ "باب العتم" کے قریب حرم کی شمالی طرف واقع ہے۔ اس کی تعمیر" قاضی زین الدین عبد الباسط الدمشقی" نے کروائی۔

مدرسۃ القادریۃ

اس کی جگہ کو "امیر ناصر الدین محمد بن القادر" نے وقف کیا تھا جبکہ ان کی زوجہ نے اسے تعمیر کروایا تھا۔(29)

مدرسۃ الحسنیۃ

یہ حرم کی مغربی جانب باب الناظر پر موجود ہے۔ اس کو "امیر حسن الکشکیلی" نے وقف کیا۔ اس کی تعمیر سن 837ھ میں کی گئی۔

مدرسۃ الحسینیۃ

یہ باب الأسباط پر واقع مدارس میں سے آخری مدرسہ ہے اس کو "شاہین الحسینی الطواشی" نے وقف کیا۔

" ولم اطلع لها على كتاب وقف وتحقيق امرها ولكن اخبرت انها وقف شاهين الحسيني الطواشي "(30)

مدرسۃ العثمانیۃ

یہ "باب المتوضا" پر ہے۔ اس کو روم کے اکابر کی ایک خاتون نے وقف کیا تھا جس کا نام "اصفہان شاہ خاتون" تھا۔ اور انہیں خانم کہہ کر بلایا جاتا تھا۔

مدرسۃ الجوھریۃ

یہ باب الحدید پر "مدرسہ ارغونیہ" کے ساتھ ہے۔ یہ اپنے وقف کرنے والے صاحب" صفی الدین جوہر القنقبائی الخازندار" کی طرف منسوب ہے۔

مدرسۃ المزہریۃ

یہ باب الحدید پر ہی مدرسہ جوہریہ کے ساتھ ہے۔ اس کو وقف کرنے والے "ابو بکر مزھر الانصاری" ہیں۔ اس مدرسہ کی تعمیر س885ھ میں مکمل ہوئی۔

مدرسۃ الاشرفیۃ

اس کو "السلطانیہ" بھی کہا جاتا ہے۔ یہ مسجد اقصیٰ کے اندر کی جانب باب السلسلۃ کے قریب ہے۔ اس مدرسہ کی بنیاد تو "امیر حسن ظاہری" نے رکھی تھی جس کی وجہ سے اسے سلطانیہ بھی کہا جاتا ہے۔

ہمہ علوم کی تدریس

دیگر مدارس میں پڑھائے جانے والے علوم مسجد اقصیٰ میں پڑھائے جانے والے علوم کچھ مختلف نہیں تھے۔ مسجد اقصیٰ میں پڑھائے جانے والے علوم میں قراءات، حدیث، تفسیر، فقہ وغیرہ اور علم لسانیہ مثلاً لغت، ادب، بلاغہ، عروض وغیرہ اور علم تاریخ، علوم منطق، علوم ریاضی، میقات، تصوف وغیرہ سب شامل تھے۔

علومِ شریعہ

علوم شریعۃ میں سے قرآت، حدیث اور تفسیر کی تعلیم یہاں دی جاتی تھی۔

قرآت

بہت سی کتابیں ہیں جنہیں علماء نے پڑھنے پڑھانے کی طرف توجہ مرکوز کی مثلاً التیسیر فی قراءات السبع، الکنز فی القراءات العشر، کفایۃ الکبریٰ۔ علم قراءات پر مشتمل کتابوں میں سے زیادہ اہم اور زور دی جانے والی کتابوں میں "الشاطبیہ" بھی شامل ہے۔ کچھ قرآتیں دوسری قراآتوں سے زیادہ عام تھیں مثلاً ابن کثیر کی قرات اور ابو عمرو کی قرآت۔ اور عاصم کی قراآت بھی تقریباً انہی کی طرح عام تھی۔ جبکہ دوسری کچھ قراآتیں مثلاً نافع کی قراآت اور حمزہ کی قراءت اتنی عام اور زیادہ پڑھائی جانے والی نہیں تھیں۔

حدیث

محدثین عام طور پر حدیث کی بڑی اور اہم کتابوں کو پڑھنے اور پڑھانے پر زور دیتے تھے۔ خاص طور پر صحاح ستہ جو کہ مندرجہ ذیل ہیں:

صحیح البخاری، صحیح مسلم، سنن الترمذی، سنن النسائی، سنن ابی داؤد، سنن ابن ماجہ

تفسیر

علماء کرام بیت المقدس میں بہت سی کتبِ تفسیر کی تعلیم پر بھی خاصی توجہ دیتے تھے مثلاً:

• "الکشاف عن حقائق التنزیل"، "معالم التنزیل فی التفسیر"، "مفاتیح الغیب"، "تفسیر الامام احمد بن یوسف الکواشی"، "انوار التنزیل واسرار التاویل"۔ "تفسیر کواشی" کی بھی بیت المقدس میں تدریس ہوتی تھی۔ اور اس کا ایک نسخہ بیت المقدس میں بھی بھیجا گیا جس طرح کہ مکہ اور مدینہ میں بھیجا گیا تھا۔ (31)

فقہ

علماء نے فقہ کی بہت سی اہم کتب کی تعلیم و تدریس پر توجہ دی اور اس کی نمائندگی چاروں مکاتبِ فکر (مذہب حنفی، مذہب شافعی، مذہب حنبلی، مذہبِ مالکی) کی کتابوں میں کی گئی جو کہ مندرجہ ذیل ہیں۔

مذہبِ حنفی کی کتب میں "الجامع الکبیر فی الفروع"، "مختصر القدوری"، "الھدایۃ"، "کنزالدقائق" کی تدریس پر زیادہ زور دیا جاتا تھا۔

جبکہ مذہبِ شافعی کی کتبِ مشہورہ مثلاً مختصر المزنی، التنبیہ فی فروع الشافعیۃ، الحاوی الصغیر فی الفروع، منہاج الطالبین کی تدریس کی جاتی تھی۔ "الارشاد فی فروع الشافعیۃ" اس پر مدرسۃ الصلاحیۃ کے شیخ کمال الدین بن ابی شریف نے توجہ دی۔ اور عبد القادر بن محمد بن عثمان المار دینی نے ان پر اسے پڑھایا۔(32)

مذہبِ مالکی میں "المدونۃ فی فروع المالکیۃ" (مذہب مالکی کی روشن کتاب)، "الرسالۃ" (فقہ مالکی کی معتمد علیہا کتاب) کی عام طور پر تدریس ہوتی تھی۔

مذہبِ حنبلی کی کتب میں سے مختصر الخرقی، المقنع، المغنی، وغیرہ کو پڑھایا جاتا تھا۔

علومِ لغت

لغت عربیہ کا علم بھی اپنے اندر بڑی دلچسپی اور توجہ لیے ہوئے ہے۔ پس عربی کیلئے مسجدِ اقصیٰ میں خصوصی مدرسہ بنایا گیا تھا جو کہ "مدرسہ نحویہ" کے نام سے مشہور ہے۔ اور ایسا نہیں ہے کہ لغت عربی صرف مدرسہ نحویہ میں ہی سکھائی جاتی تھی کیونکہ دوسرے مدارس مثلاً مدرسہ صلاحیہ، مدرسہ معظمیۃ، مدرسہ باسطیہ، مدرسہ عثمانیہ وغیرہ میں بھی اسے پڑھایا جاتا تھا۔

علماء نے لغت کی بہت سی کتابوں پر خصوصی توجہ دی ہے خصوصاً نحو و صرف کی کتب۔ حتیٰ کہ لغت کے علماء کی ایک جماعت بن گئی۔ اور لغت کے علم کیلئے اہتمام اور اس کی اہمیت کا اندازہ بھی اسی بات سے ہو جاتا ہے کہ ایک باقاعدہ جماعت تیار ہو گئی تھی جس کو "نحوِیِ بیت المقدس" کہا جاتا ہے۔ لغت کی مشہور اور بڑی کتب جن کی تدریس و تعلیم بیت المقدس میں ہوتی تھی ان میں امام سیبویہ کی "الکتاب"، اصلاح المنطق، کتاب الایضاح وغیرہ کی مدرسہ نحویہ میں تدریس ہوتی تھی۔

"النحوية... كان يُدرس فيها الكتاب لسيبويه"(33)

اور کتاب الایضاح کو اس قبہ میں پڑھایا جاتا تھا جس کو ملک معظم نے حرم میں بنوایا تھا۔(34) اس کے علاوہ دیگر کتب مثلاً الجمل فی النحو، ملحۃ الاعراب، الالفیۃ، القافیۃ، الشافعیۃ، الحاجبیۃ، العزی فی التصریف، الاعراب عن قواعد الاعراب کی مدرسہ نحویہ کے ساتھ ساتھ دوسرے مدارس میں بھی تعلیم دی جاتی تھی۔

تاریخی علوم کی تدریس

مسجد اقصیٰ میں تاریخی علوم کی تدریس میں مصروف بعض مخصوص مؤرخین تھے یا وہ لوگ جن کا تعلق اور دلچسپی تاریخ سے تھی ان میں بھاء الدین بن شداد، ابن واصل الحموی، صلاح الدین العلائی کے نام سرِفہرست ہیں۔

علومِ طب

مسجد اقصیٰ میں طب کو بطور ایک مضمون پڑھایا جاتا تھا اور اس کو عملاً بھی سکھایئے جاتا تھا۔ مگر اس کی تدریس عادتاً تمام مدارس میں نہیں ہوتی تھی بلکہ صرف "بیمارستان" میں ہوتی تھی۔

"كان علم الطب مادة تدرس نظرياً وعملياً ، ولم يتم تدرسية في المدارس المعتادة وانما كان يدرس با لبيمارستان فی بيت المقدس"(35)

علمِ تصوف

مسجدِ اقصیٰ میں تصوف کو بھی ایک تدریسی موضوع کے طور پر پڑھایا جاتا تھا۔ اور تصوف کیلئے الگ سے مدارس قائم تھے جن میں "مدرسہ دوادار یہ" اور "مدرسہ باسطیہ" سرِفہرست ہیں۔ ان کے علاوہ "مدرسہ امینیہ" میں بھی تصوف کی کچھ مجالس ہوتی تھیں۔ بہت سے علماء خاص تصوّف کے ساتھ لگاؤ اور محبت رکھتے تھے۔ ان میں شھاب الدین بن ارسلان، شمس الدین محمد بن علی الحصکفی، برہان الدین ابراہیم بن علی کے ناموں کا تذکرہ ہے۔

ان کے علاوہ بھی کچھ علماء تھے جو تصوف سے دلچسپی رکھتے تھے۔ ان میں شیخ شمس الدین محمد احمد بن عمر بن ابراہیم، شیخ شمس الدین محمد بن علی بن احمد بن عجور، شیخ زین الدین عبدالکریم ابن علی بن عبدالرحمٰن المغربی، شیخ شمس الدین محمد بن احمد بن مکی الشافعی ہیں۔ ان سب کو صلاحیۃ کے فقہاء اور خانقاہ کے صوفیاء کہا جاتا ہے۔

"وقد ذكر ان هولا ء جميعا تقرروا فقهاء بالصلاحية وصوفية بالخانقاه "(36)

مسجدِ اقصیٰ میں ہونے والی تصنیفات

اکثر علماء نے بیت المقدس میں ہی کچھ کتابوں کی تصنیف کی جن میں سے ایک "النفحات القدسیۃ" بھی ہے جس کو امام صلاح الدین خلیل بن کیکلدی نے لکھا۔

• شیخ برہان الدین بن ابی شریف نے بھی اپنی مصنفات فی التفسیر تصنیف کیں۔ تفسیر سورۃ الکوثر، سورۃ الاخلاص، الکلام علی البسملۃ اور سورۃ بقرہ کے خواتیم پر تفسیر لکھی۔

• شیخ جمال الدین ابو عبد اللہ محمد بن سلیمان الحنفی نے تفسیر میں ایک طویل کتاب لکھی جس کا نام انہوں نے "التحریر والتحبیر الاقوال أئمۃ التفسیر في معاني الکلام السمیع البصیر" تجویز فرمایا۔

• صفوۃ الزبد جس کو شھاب الدین بن ارسلان نے لکھا۔

• السماطیہ نحو کی کتاب ہے اس کو شھاب الدین بن الھائم نے تصنیف کیا۔

• الضوابط الحسان فیما یتقوم بہ اللسان یہ صرف کے قواعد وضوابط پر مشتمل کتاب ہے۔ یہ بھی ابن الھائم کی تصنیف ہے۔

• الجوھرۃ فی النحو یہ شمس الدین الجزری کی کتاب ہے جو مدرسۃ الصلاحیۃ کے شیخ تھے۔

"الشمس الدين الجزرى شيخ الصلاحية "(37)

• مرقاۃ اللبیب الیٰ علم الاعاریب

شیخ صلاح الدین العلائیؒ نے جو تصانیف کیں جن کے بارے میں غالب گمان یہی ہے کہ وہ مسجدِ اقصیٰ میں ہی کیں ان میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں:

• "جامع التحصیل فی احکام المراسیل" یہ انہوں نے "تہذیب الکمال فی اسماء الرجال" کو مختصر کرکے لکھا ہے۔

• "عقیلۃ الطالب فی ذکر اشرف الصفات والمناقب"

• "الدرۃ السنیۃ فی مولد خیر البریۃ"

انہوں نے مدرسہ صلاحیہ میں اشتغال بالعلم کے دوران ان کتابوں کی تدریس بھی کی۔

• "عیون الروضتین" جو کہ کتاب الروضتین کو مختصر کرکے لکھی ہے۔

کچھ علماء نے مسجد اقصیٰ میں تاریخ پر کچھ تصنیفات بھی کی ہیں جو کہ مندرجہ ذیل ہیں:

• "الشافع فی تعریف بتعریف حقوق المصطفیٰ" یہ "شہاب الدین بن ارسلان" نے لکھی۔

• "شیخ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن ابراہیم" جو کہ مدرسہ صلاحیہ کے معید تھے انہوں نے "طبقات الشافعیہ" پر ایک کتاب لکھی۔

نتائج بحث

سرزمین فلسطین اور مسجد اقصیٰ کے ساتھ نا صرف مسلمانوں بلکہ تینوں مذاہب کے متبعین کو ہمیشہ سے خاص لگاؤ رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر ایک نے مسجد اقصیٰ پر قبضہ جمانے کی کوشش ہمیشہ جاری رکھی۔ اسی بناء پر مسجد اقصیٰ توجہ کا مرکز رہی اور ایک خاص اور اہم علمی و دینی مرکز بن گیا اور بڑی تعداد میں مدارس قائم ہونے لگے۔

اسی اہمیت نے مقالہ کے لیے اس موضوع کو چننے اور اس پر تحقیق کے لیے سر گرم رکھا۔ دوران تحقیق حاصل ہونے والے چند نتائج درج ذیل ہیں:

(1) مسجدِ اقصیٰ ایک بڑا اور علمی مرکز تھا جس نے ہر کونے کے مسلمانوں کی توجہ اپنی طرف مبذول کی۔

(2) مسجد اقصیٰ میں کثیر تعداد میں مدارس قائم تھے جس میں کبار صحابہ و تابعین نے علم کی اشاعت کا مبارک فریضہ انجام دیا۔

(3) مسجد اقصیٰ کے مدارس میں ہمہ علوم کی تعلیم و تدریس کروائی جاتی تھی۔ غرضیکہ علوم شرعیہ، علومِ لغویہ اور علوم طب و ریاضی وغیرہ کی کتب پڑھائی جاتی تھیں۔

(4) مسجدِ اقصیٰ میں پائے کے علماء کو تدریسی فریضہ سونپا جاتا تھا جن میں حفاظ کرام اور شیوخ حدیث اور قاری حضرات سب شامل ہیں۔

(5) مسجد اقصیٰ کے شیوخ کی طرح ان کے طلبہ اور تلامذہ بھی وہاں سے بڑھ کر بڑے عالم و حافظ بنے اور اللہ کے دین کا جوش و جذبے سے کام کیا۔

تجاویز و سفارشات

مقالہ ہٰذا کو لکھنے کے لیے تحقیق کرتے ہوئے جو تجاویز ذہن میں آئیں ان کو ذیل میں الفاظ کی شکل دی جاتی ہے۔

(1) مسلمان بچوں اور نوجوانوں کو ارضِ انبیاء فلسطین اور مسجدِ اقصیٰ کی اہمیت اور اس کے احترام سے آگاہ کیا جائے۔

(2) فلسطینی مسلمانوں اور مسجد اقصیٰ کے نمازیوں کو تحفظ فراہم کیا جائے تا کہ نبی کریم ﷺ کی حدیث کے مطابق مسلمان وہاں 50 ہزار نمازوں کا ثواب لینے کیلئے مامون ہو کر نماز ادا کر سکیں۔

(3) مسجدِ اقصیٰ کی تاریخ اور مذہبی حقائق سے آگائی حاصل کی جائے۔

(4) مسجدِ اقصیٰ کے تعلیمی نظام کا مطالعہ کر کے اسے تعلیمی اداروں میں لاگو کیا جائے تا کہ مسلم معاشرے میں دینی فضا قائم ہو سکے۔

(5) مسجد اقصیٰ کے علماء اور شیوخ و اساتذہ کرام کے بارے میں اور ان کی سیر توں کو پڑھا جائے تا کہ ان کے مقام سے آشنا ہوا جا سکے کہ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے مسلمانوں کے قبلہ اوّل کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے فرامین کی تعلیم سے مزین کیے رکھا۔

یہ کچھ تجاویز ہیں جن پر عمل درآمد کروا کر اسلامی ممالک کے اداروں میں تعلیم کے معیار کو بہترین بنا کر اس کے باشندوں کی دنیا و آخرت کو سنوارا جا سکتا ہے۔ ورنہ مسجد اقصیٰ کے اندر مسلمانوں کی ابتر حالت کو دیکھنے کے باوجود دنیا کی رنگینیوں میں کھوئے رہنے والی اُمت پر مذہبی و علمی زوال کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

حواشی وحوالہ جات

1 ۔شہاب الدین ابی عبداللہ یاقوت بن عبداللہ، الامام، معجم البلدان، دار صادر، بیروت، 1397ھ، ج:ا، ص:165

Shahbud Din ,Abi Abdullah Yaqoot Bin Abdullah,Alimam,Mojam Ul Buldan,Dar E Sadir,Bairoot,1397h,V:1,Pg:165

2 ۔ابن حجر العسقلانی، الامام، تحفۃ النبلاء من قصص الانبیاء للامام الحافظ ابنِ ابی کثیر، مکتبۃ الصحابۃ، جدّۃ، 1419ھ، ص:196

Ibn E Hajr Asqalani,Al Imam,Tohfat Un Nubala,Mktbat Us Sahabah,Jadddah,1419ah,Pg:196

3۔ بخاریؒ، محمد بن اسماعیل، الامام، صحیح البخاری، کتاب الانبیاء، باب10، البشریٰ کراتشی، 1437ھ، ج:2، رقم الحدیث3366

Bukhari,Muhammad Bin Ismail,Al Imam,Sahih Al Bukhari,Kitab Ul Anbia,Ch:10,Albushra,Karachi,1437ah,V:2,Hadees:3366

4۔انور الانبیاء، شیخ الاسلام علی اینڈ سنز پرنٹرز، لاہور، 1959ء ص:116

Anwar Ul Anbia,Sheikh Ul Islam Ali And Ssons Printers,Lahore,1959,Pg:116

5۔الاسراء(17)1

Al Isra(17)1

6۔المائدۃ(5)21

Al Maida(5)21

7۔البغویؒ، ابی محمد حسین بن مسعود، امام، معالم التنزیل، دار طیبہ، الریاض، 1409، ج:3، ص:۳۵

Al Baghwi,Abu Muhammad Husain Bin Masood,Imam,Maalim Ut Tanzil,Dar Tayyba,Alriaz,1409ah, V:3,Pg:35

8۔القصص(27)30

Al Qasas(27)30

9۔بغویؒ، ابی محمد حسین بن مسعود، معالم التنزیل، دار طیّبہ، الریاض، 1411ھ ج:6، ص:206

Baghwi, Abu Muhammad Husain Bin Masood,Imam,Maalim Ut Tanzil,Dar Tayyba,Alriaz,1409ah, V:6,Pg:206

10 ۔الترمذی محمد بن عیسیٰ، امام، الجامع الکبیر، ابواب المناقب، باب148، دار العرب الاسلامی، بیروت، 1991ء رقم الحدیث:3953

Tirmizi,Muhammad Bin Isa,Imam,Aljami Alkabeer,Abwab Almanaqib,Ch:148,Dar Ul Arab Al Islami,Bairoot,1991,Hadees:3953

11 ۔الحاکم، محمد بن عبداللہ، امام، المستدرک علی الصحیحین، کتاب الفتن والملاحم، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، 2002ء رقم الحدیث:8554

Al Hakim,Muhammad Bin Abdullah,Imam,Al Mustadrak Ala As Sahihain,Kitab Ul Fitan Wa Al Malahim,Dar Ul Kutub Al Ilmiyah,Bairoot,2002,Hadith:8554

12۔البخاری، ابی عبداللہ محمد بن اسماعیل، الامام، صحیح البخاری، کتاب فضل الصلاۃ فی مسجد مکۃ والمدینۃ، باب فضل الصلاۃ فی مسجد مکۃ والمدینۃ، مکتبۃ البشریٰ، رقم الحدیث:1189

Al Bukhari,Abu Abdullah Muhammad Bin Ismail,Al Imam,Sahih Al Bukhari,Kitab Fazal As Salah Fi Masjid Makkah Wa Al Madinah,Baab Fazl Assalah Fi Masjid Makkah Wa Al Madinah,Maktabah Al Bushra,Hadith:1189

13۔ابنِ ماجہ، ابی عبداللہ محمد بن یزید القزوینی، الحافظ، سنن ابن ماجہ، کتاب اقامت الصلاۃ والسنۃ فیھا، باب ماجاء فی فضل الصلاۃ فی مسجد بیت المقدس، دار الجیل، بیروت،1418، ج2: رقم الحدیث:1407

Ibn E Majah,Abu Abdullah Muhammad Bin Yazeed Al Qazweeni,Al Hafiz,Sunan Ibn E Majah,Kitab Iqamat As Salah Wa As Sunnah Fiha,Baab Ma Ja Fi Fazl As Salah Fi Masjid Bait Al Maqdis,Dar Aljail,Bairoot,1418h,V:2,Hadith:1407

14 ۔الخربوطلی، محمد عید، مدارس القدس ومکتباتھا، الھیئۃ العامۃ السوریۃ للکتاب، دمشق،2011ء، ص:21

Al Kharbotli,Muhammad Eid,Madaris Al Qudus Wa Maktabatiha,Al Haiat Ul Ammat Us Sooria Lil Kitab,Dimashq,2011,Pg:21

15۔العارف، عارف، المفصل فی تاریخ القدس، مکتبۃ الاندلس، القدس،1999ء، ج:1، ص:236

Al Arif,Arif,Al Mufassal Fi Tareekh Al Qudus,Maktabah Andalus,Alqudus,1999,V:1,Pg:236

16 ۔ایضاً، ص:239

Al Mufassal Fi Tareekh Al Qudus,Pg:239

17 ۔محمد کرد علی، خطط الشام، مکتبۃ النوری، دمشق،1403ھ، ج:6، ص:117

Muhammad Kurd Ali,Khtat Al Sham,Maktabah Al Noori,Dimashq,1403h,V:6,Pg;117

18 ۔ابی شامۃ، عبدالرحمٰن بن اسماعیل، الحافظ، الذیل علی الروضتین، دار الجیل، بیروت،1394ھ، ص:108

Abu Shamah,Abdur Rahman Bin Ismail,Al Hafiz, Al Zail Ala Al Raudatain,Dal Ul Jail,Bairoot,1394h,Pg:108

19 ۔الحنبلی العلیمی، مجیر الدین، الانس الجلیل بتاریخ القدس والخلیل، مکتبۃ دندیس، الخلیل،1420ھ، ج:2، ص:89

Al Hanbli Al Aleeemi,Mujeer Ul Din,Al Uns Al Jaleel Bi Tareekh Al Qudus W Al Khaleel, Maktabah Dandees,Al Khaleel,1420h,V:2,Pg:89

20 ۔ایضاً، ص:84

Al Uns Al Jaleel Bi Tareekh Al Qudus W Al Khaleel,Pg:84

21۔العارف، عارف، المفصل فی تاریخ القدس، مطبعۃ المعارف، القدس، 1999ھ، ج:1، ص:243

Al Arif,Arif,Al Mufassal Fi Tareekh Al Qudus,Maktabah Andalus,Alqudus,1999,V:1,Pg:243

22 ۔الحنبلی العلیمی، مجیر الدین، الانس الجلیل بتاریخ القدس والخلیل، مکتبۃ دندیس، الخلیل، 1420ھ، ج:2، ص:84

Al Hanbli Al Aleeemi,Mujeer Ul Din,Al Uns Al Jaleel Bi Tareekh Al Qudus W Al Khaleel, Maktabah Dandees,Al Khaleel,1420h,V:2,Pg:84

23۔العارف، عارف، المفصل فی تاریخ القدس، مطبعۃ المعارف، القدس، 1999ھ، ج:1، ص:248

Al Arif,Arif,Al Mufassal Fi Tareekh Al Qudus,Maktabah Andalus,Alqudus,1999,V:1,Pg:248

24۔الحنبلی العلیمی، مجیر الدین، الانس الجلیل بتاریخ القدس والخلیل، مکتبۃ دندیس، الخلیل، 1420ھ، ج:2، ص:91

Al Hanbli Al Aleeemi,Mujeer Ul Din,Al Uns Al Jaleel Bi Tareekh Al Qudus W Al Khaleel, Maktabah Dandees,Al Khaleel,1420h,V:2,Pg:91

25 ۔ایضاً، ص:93

Al Uns Al Jaleel Bi Tareekh Al Qudus W Al Khaleel,Pg:93

26 ۔محمد کرد علی، خطط الشام، مکتبۃ النوری، دمشق، 2009ء، ج:6، ص:122

Muhammad Kurd Ali,Khutat Al Sham,Maktabah Al Noori,Dimashq,1403h,V:6,Pg;122

27 ۔ایضاً، ص:251

Khutat Al Sham,Pg:251

28 ۔الحنبلی العلیمی، مجیر الدین، الانس الجلیل بتاریخ القدس والخلیل، مکتبۃ دندیس، الخلیل، 1420ھ، ج:2، ص:83

Al Hanbli Al Aleeemi,Mujeer Ul Din,Al Uns Al Jaleel Bi Tareekh Al Qudus W Al Khaleel, Maktabah Dandees,Al Khaleel,1420h,V:2,Pg:83

29 ۔العارف، عارف، المفصل فی تاریخ القدس، مطبعۃ المعارف، القدس، 1999ھ، ج:1، ص:253

Al Arif,Arif,Al Mufassal Fi Tareekh Al Qudus,Maktabah Andalus,Alqudus,1999,V:1,Pg:253

30 ۔الحنبلی العلیمی، مجیر الدین، الانس الجلیل بتاریخ القدس والخلیل، مکتبۃ دندیس، الخلیل، 1420ھ، ج:2، ص:87

Al Hanbli Al Aleeemi,Mujeer Ul Din,Al Uns Al Jaleel Bi Tareekh Al Qudus W Al Jaleel, Maktabah Dandees,Al Khaleel,1420h,V:2,Pg:87

31۔طاش کبریٰ زادہ، احمد بن مصطفیٰ، مفتاح السعادۃ ومصباح السیادۃ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، 1405ھ، ج:2، ص:92

Batash Kubra Zada,Ahmad Bin Mustafa,Miftah Ul Saadah,Dar Al Kutub Al Arabia,Bairoot,1405h,V:2,Pg:92

32۔ عبدالمھدی، عبدالجلیل الحسن، الکتور، المدارس فی بیت المقدس، القدس عاصمۃ الثقافۃ العربیۃ، عمّان، 2009ء، ج:1، ص:55

Abdul Mahdi, Abdul Jaleel Al Hasan,Almadaris Fi Bait Il Maqdis,Al Qudus Asimat Us Saqafat Al Arabiyah,Umman,2009,V:1,Pg:55

33 ۔ محمد کرد علی، خطط الشام، مکتبۃ النوری، دمشق، 1403ھ، ج:6، ص:117

Muhammad Kurd Ali,Khutat Al Sham,Maktabah Al Noori,Dimashq,1403h,V:6,Pg;117

34 ۔ ایضاً، ص:122

Khutat Al Sham,V:6,Pg:122

35۔ ظاہر، عدنان محمد محمود، التعلیم فی مدارس بیت المقدس الاسلامیۃ فی العصر الایوبی، 1990ء، ص:113

Zahir,Adnan Muhammad Mahmood,Al Taleeem Fi Madaris Bait Al Maqdis Al Islamia Fi Al Asr Al Ayyubi,1990,Pg:113

36 ۔ عبدالمھدی، عبدالجلیل الحسن، المدارس فی بیت المقدس، القدس عاصمۃ الثقافۃ العربیۃ، عمّان، 2009ء، ج:1، ص:113

Abdul Mahdi,Abdul Jaleel Bin Hasan,Almadaris Fi Bait Il Maqdis,Al Qudus Asimat Us Saqafat Al Arabiyah,Umman,2009,V:1,Pg:113

37۔ حاجی خلیفہ، مصطفیٰ بن عبداللہ، العالم، کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون، داراحیاء التراث العربی، بیروت، س۔ن، ج:1، ص:621

Haji Khaleefa, Mustafa Bin Abdullah,Al Aalim,Kashf Uz Znoon,Dar Ahyai Turas Alarbi,Bairoot,V:1,Pg:621